بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجدّد، امام الزمان سے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے فرمودات

(وہ کوائف اور شرائط جو کہ مجدّد صدی پندرہ حضرت مرزا رفیع احمد علیہ السلام پر منطبق ہوتے ہیں)

تاریخ: ۲۰ جولائی ۲۰۱۱ء

عنوانات:

۱) ضرورت مجدّد دین
۲) اصل تجدید کیا ہے، مجدّد مامور ہوکر آتا ہے
۳) ہر صدی میں ایک مجدّد امام الزمان کا نازل ہونا ضروری ہے
۴) مجدّد دین قیامت تک آتے رہیں گے
۵) قرآن میں مجدّد دین کی بشارت
۶) امام الزمان مجدّد کی شان، اُس پر ایمان لانا ضروری ہے
۷) مجدّد دین، مامورین کی مخالفت کے اسباب
۸) خلافت اسلامیہ تیس سال میں ختم نہ ہوئی بلکہ دائمی ہے۔ مسیح موعودؑ تیرواں اسلامی خلیفہ ہے
۹) سعید فطرت صدی کے سر پر مجدّد کی تلاش کرتے ہیں
۱۰) انبیاء، مرسلین، مجدّد دین، اولیاء سے متعلق اصطلاحات خاتم، آخر اور اعظم کا اصل مفہوم
۱۱) حقانی خلیفے
۱۲) استعارہ اور حقیقت
۱۳) ہر مجدّد کا عنداللہ ایک نام
۱۴) متفرق
۱۵) مجدّد کی شناخت

۱۔ ضرورت مجدد ین

اس امت کے لئے ہر ایک صدی کے سر پر مجدّد پیدا ہوگا اور ان کی ضرورتوں

کے موافق تجدید دین کرے گا

(روحانی خزائن جلد۱۳،ص۳۰۳۔۳۰۲)

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امام الزمان کی ضرورت ہر ایک صدی کیلئے قائم کی ہے

(روحانی خزائن جلد۱۳،ص۴۷۴)

ایک زمانہ گذرنے کے بعد جب پاک تعلیم پر خیالات فاسدہ کا ایک غبار پڑ جاتا ہے اور حق خالص کا چہرہ چھپ جاتا ہے۔ تب اس خوبصورت چہرہ کو دکھلانے کے لئے مجدد اور محدث اور روحانی خلیفے آتے ہیں

(روحانی خزائن جلد۶،ص۳۴۰۔۳۳۹)

یہ بھی ایک سخت جہالت ہے کہ ان وارثوں کے وجود سے انکار کیا جائے اور یہ

اعتقاد رکھا جائے کہ اسرار نبوت کو اب صرف بطور ایک گذشتہ قصہ کے تسلیم کرنا چاہئے۔ جن کا وجود ہماری نظر کے سامنے نہیں ہے اور نہ ہونا ممکن ہے اور نہ ان کا کوئی نمونہ موجود ہے۔ بات یوں نہیں ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اسلام **زندہ مذہب** نہ کہلا سکتا بلکہ اور مذہبوں کی طرح یہ بھی **مُردہ مذہب** ہوتا اور اس صورت میں اعتقاد مسئلہ نبوت بھی صرف ایک قصہ ہوتا جس کا گذشتہ قرنوں کی طرف حوالہ دیا جاتا۔ مگر خدا تعالیٰ نے ایسا نہیں چاہا کیونکہ وہ خوب جانتا تھا کہ

اسلام کے زندہ ہونے کا ثبوت اور نبوت کی یقینی حقیقت جو ہمیشہ ہر ایک زمانہ میں منکرین وحی کو ساکت کر سکے اُسی حالت میں قائم رہ سکتی ہے کہ سلسلہ وحی برنگ محدثیت ہمیشہ کیلئے جاری رہے۔ سو اُس نے ایسا ہی کیا۔ **محدّث** وہ لوگ ہیں جو شرف مکالمہ الٰہی سے مشرف

ہوتے ہیں اور اُن کا جوہر نفس انبیاء کے جوہر نفس سے اشد مشابہت رکھتا ہے۔ اور وہ خواص عجیبہ نبوّت کے لئے بطور آیات باقیہ کے ہوتے ہیں تا یہ دقیق مسئلہ نزول وحی کا کسی زمانہ میں بے ثبوت ہو کر صرف بطور قصّہ کے نہ ہو جائے اور یہ خیال ہرگز درست نہیں کہ انبیاء علیہم السلام دُنیا سے بے وارث ہی گذر گئے اور اب اُن کی نسبت کچھ رائے ظاہر کرنا بجز قصّہ خوانی کے اور کچھ زیادہ وقعت نہیں رکھتا بلکہ ہر ایک صدی میں ضرورت کے وقت اُن کے وارث پیدا ہوتے رہے ہیں اور اس صدی میں یہ عاجز ہے۔ خدا تعالیٰ نے مجھ کو اس زمانہ کی اصلاح کیلئے بھیجا ہے

(روحانی خزائن جلد ۶، ص ۲۴-۲۱)

یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب پہلی صدی گذر جاتی ہے تو پہلی نسل بھی اُٹھ جاتی ہے اور اس نسل میں جو عالم، حافظِ قرآن، اولیاء اللہ اور ابدال ہوتے ہیں وہ فوت ہو جاتے ہیں اور اس طرح پر ضرورت ہوتی ہے کہ احیاءِ ملّت کے لیے کوئی شخص پیدا ہو، کیونکہ اگر دُوسری صدی میں نیا بندوبست اسلام کے تازہ رکھنے کے لیے نہ کرے تو یہ مذہب مرجاوے۔ اس لیے وُہ ہر صدی کے سر پر ایک شخص کو مامور کرتا ہے جو اسلام کو مرنے سے بچالیتا ہے اور اس کو نئی زندگی عطا کرتا ہے اور دُنیا کو ان غلطیوں بدعات اور غفلتوں اور سُستیوں سے بچالیتا ہے جو اُن میں پیدا ہوتی ہیں۔

(ملفوظات جلد۴،ص۶۲۹)

انسان فطرتاً کسی بات کی پیروی نہیں کرتا جبتک کہ اُس میں کمال کی مہک نہ ہو اور یہی ایک سِرّ ہے جو اللہ تعالیٰ ہمیشہ انبیاء علیہم السلام کو مبعوث کرتا رہا ہے۔ خاتم النبیین کے بعد مجددین کے سلسلہ کو جاری رکھا ہے، کیونکہ یہ لوگ اپنے عملی نمونہ کے ساتھ ایک جذب اور اثر کی قوت رکھتے ہیں اور نیکیوں کا کمال اُن کے وجود میں نظر آتا ہے اس لیے کہ انسان بالطبع کمال کی پیروی کرنا چاہتا ہے۔ اگر انسان کی فطرت میں یہ قوت نہ ہوتی، تو انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ کی بھی ضرورت نہ رہتی۔

(ملفوظات جلد۱،ص۱۳۹)

محدّثین اور مجدّدین کا سلسلہ

اب ایک بات اور قابلِ غور ہے کہ ایک بارش تخم ریزی کے لیے ہوتی ہے اور پھر ایک بارش اس تخم کے نشوونما اور سرسبزی کے لیے ہوتی ہے۔ اسی طرح نبوت کی بارش تخم ریزی کے لیے ہوتی ہے اور محدثین اور مجددین کی بارش جو اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (الحجر: ۱۰) کے ضمن میں داخل ہیں۔ اس تخم کے بارور کرنے اور نشوونما دینے کے لیے:

(ملفوظات جلد۱،ص۱۴۸)

کپڑا پہنتے ہیں تو اس کی بھی تجدید کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طریق پر نئی ذریت کو تازہ کرنے کیلئے سنت اللہ اسی طرح جاری ہے کہ ہر صدی پر مجدد آتا ہے

(ملفوظات جلد۳،ص۸۷)

خلیفہ کا معنے جانشین کے ہیں جو تجدید دین کرے۔ نبیوں کے زمانہ کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو دور کرنے کے واسطے جو ان کی جگہ آتے ہیں۔ انہیں خلیفہ کہتے ہیں۔

(ملفوظات جلد۲، ص۶۶۶)

خدا تعالیٰ نے تو انسانوں کو اس امر کا محتاج پیدا کیا ہے کہ ان کے درمیان کوئی رسول مامور مجدد ہو۔ مگر یہ چاہتے ہیں کہ ان کا ہر ایک رسول ہے اور اپنے آپ کو غنی اور غیر محتاج قرار دیتے ہیں۔ یہ سخت گناہ ہے۔

(ملفوظات جلد۵، ص۲۴۴)

سو برس بعد مجدد آنے میں یہ حکمت ہے۔ ایک سو سال کے گذرنے تک پہلے علم والے گذر جاتے ہیں اور اپنی باتیں اپنے ساتھ قبر میں لے جاتے ہیں اگر نئے علوم پھر خدا نہ بتلا دے تو حق کیسے قائم رہے؟ چونکہ علم میں فرق آجاتا ہے اس لیے آسمان پر ایک نئی بنیاد ڈالی جاتی ہے

(ملفوظات جلد۳، ص۳۲۹)

ایک صدی جب گذر جاتی ہے تو لوگوں میں سُستی اور غفلت اور دین کی طرف سے لاپرواہی شروع ہو جاتی ہے اور ہر قسم کی اخلاقی کمزوریاں اور عملی اور اعتقادی غلطیاں اُن میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ یہ زمانہ غفلت اور لاپرواہی کا خریف کے زمانہ سے مشابہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد دوسرا دَور شروع ہوتا ہے اور یہ ربیع کا زمانہ ہے۔ یہی وہ زمانہ ہے جس کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ ایک مجدد کو بھیج دیتا ہے جو نئے سرے سے دین کو تازہ کرتا ہے۔

(ملفوظات جلد۵، ص۱۱۸)

۸۶

تجدید دین کی ضرورت

نو وارد۔ کیا یہ ضروری ہے کہ ہر صدی پر مجدد ہونا چاہیئے؟
حضرت اقدس۔ ہاں یہ تو ضروری ہے کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آئے۔

(ملفوظات جلد۳، ص۸۶)

یہ دین آسمان سے ہی آیا اور ہمیشہ اس کی سرسبزی کے سامان بھی آسمان ہی سے نازل ہوتے رہیں گے۔

(ملفوظات جلد ۵،ص ۶۵۱)

مختصر تشریح:

حکم وعدل حضور مسیح موعودؑ کے مندرجہ بالا فرمودات بہت بین ہیں اور واضح کرتے ہیں کہ بالفعل ہر سو سال بعد انسانوں کو ضرورت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی اصلاح اور تر و تازگی کیلیئے اپنا مرسل، مجدّد، امام الزمان نازل فرمائے۔ دراصل قرآنی اصطلاح میں خلیفہ، نبی پاک ﷺ کے جانشین کو کہتے ہیں۔ عام حکمرانوں اور قومی سربراہوں کو بھی عرف عام میں خلیفہ کہنے کا جو رواج پڑ گیا ہوا ہے اُن کا تجدید سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

۲۔ اصل تجدید کیا ہے، مجدّد مامور ہو کر آتا ہے

> یوں تو ہمیشہ دین کی تجدید ہو رہی ہے مگر حدیث کا تو یہ منشاء ہے کہ وہ مجدد خدائے تعالیٰ کی طرف سے آئے گا یعنی علوم لدُنّیہ و آیات سماویہ کے ساتھ۔

(روحانی خزائن جلد۳، ص۱۷۹)

☆ صرف رسمی اور ظاہری طور پر قرآن شریف کے تراجم پھیلانا یا فقط کتب دینیہ اور احادیث نبویّہ کو اُردو یا فارسی میں ترجمہ کر کے رواج دینا یا بدعات سے بھرے ہوئے خشک طریقے جیسے زمانہ حال کے اکثر

بقیہ حاشیہ

مشائخ کا دستور ہو رہا ہے سکھلانا یہ امور ایسے نہیں ہیں جن کو کامل اور واقعی طور پر تجدید دین کہا جائے بلکہ مؤخر الذکر طریق تو شیطانی راہوں کی تجدید ہے اور دین کا رہزن۔ قرآن شریف اور احادیث صحیحہ کو دنیا میں پھیلانا بے شک عمدہ طریق ہے مگر رسمی طور پر اور تکلف اور فکر اور خوض سے یہ کام کرنا اور اپنا نفس واقعی طور پر حدیث اور قرآن کا مورد نہ ہونا ایسی ظاہری اور بے مغز خدمتیں ہر ایک باعلم آدمی کر سکتا ہے اور ہمیشہ جاری ہیں۔ ان کو مجددیّت سے کچھ علاقہ نہیں یہ تمام امور خدا تعالیٰ کے نزدیک فقط استخوان فروشی ہے اس سے بڑھکر نہیں۔ اللہ جلّشانہٗ فرماتا ہے لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۔ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ [1] اور فرماتا ہے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ [2]۔ اندھا اندھے کو کیا راہ دکھاویگا اور مجذوم دوسروں کے بدنوں کو کیا صاف کریگا۔ تجدید دین وہ پاک کیفیت ہے کہ اوّل عاشقانہ جوش کے ساتھ اس پاک دل پر نازل ہوتی ہے کہ جو مکالمہ الٰہی کے درجہ تک پہنچ گیا ہو پھر دوسروں میں جلد یا دیر سے اسکی سرایت ہوتی ہے۔ جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجددیّت کی قوت پاتے ہیں وہ نرے استخوان فروش نہیں ہوتے بلکہ وہ واقعی طور پر نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور روحانی طور پر آنجناب کے خلیفہ ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں ان تمام نعمتوں کا وارث بناتا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں اور انکی باتیں از قبیل جوشیدن ہوتی ہیں نہ محض از قبیل کوشیدن۔ اور وہ حال سے بولتے ہیں نہ مجرّد قال سے۔ اور خدا تعالیٰ کے الہام کی تجلّی انکے دلوں پر ہوتی ہے اور وہ ہر ایک مشکل کے وقت روح القدس سے سکھلائے جاتے ہیں اور انکی گفتار اور کردار میں دنیا پرستی کی ملونی نہیں ہوتی کیونکہ وہ بکلّی مصفّا کئے گئے اور بتمام و کمال کھینچے گئے ہیں۔ منہ

(روحانی خزائن جلد۳، ص۷۔۶)

مختصر تشریح:

مندرجہ بالا فرمودات حضور مسیح موعودؑ سے بین طور پر واضح ہے کہ حقیقی تجدیدی کام اللہ تعالیٰ کا مرسل، مجدّد، امام الزمان ہی کرسکتا ہے نہ کہ ظاہری انتظامی خلفاء۔ کیونکہ وہ اِس غرض کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوتا ہے۔

۳۔ ہر صدی میں ایک مجدّد، امام الزمان کا نازل ہونا ضروری ہے

> ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
> یہ فرمایا تھا کہ ہر ایک صدی کے سر پر ایک مجدّد آئے گا جو دین کو تازہ کرے گا

(روحانی خزائن جلد۲۰، ص۱۹۵)

> یہ خصوصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو حاصل ہے اور یہ آپ کی حیات کی ایسی زبردست دلیل ہے کہ کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس طرح پر آپ کے برکات و فیوض کا سلسلہ لا انتہا اور غیر منقطع ہے اور ہر زمانہ میں گویا اُمت آپ کا ہی فیض پاتی ہے اور آپ ہی سے تعلیم حاصل کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت بنتی ہے جیسا کہ فرمایا ہے ۔ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران : ۳۲) پس خدا تعالیٰ کا پیار ظاہر ہے کہ اس اُمت کو کسی صدی میں خالی نہیں چھوڑتا۔ اور یہی ایک امر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات پر روشن دلیل ہے۔

(ملفوظات جلد۴، ص۶۲۹)

مختصر تشریح:

جب کہ حکم و عدل حضرت مسیح موعودؑ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی صدی کو بغیر نزول مجدّد نہیں چھوڑتا تو یقیناً پندرھویں صدی کے سر پر بھی اُس نے چودھواں مجدّد اسلام بھیجا تھا جن کا نامِ نامی حضرت صاحبزادہ مرزا رفیع احمد علیہ السلام ہے۔

۴۔ مجدّدین قیامت تک آتے رہیں گے

خدا کی
عادت ہے کہ وہ ایسے بندوں کو بھیجا کرتا ہے جنہیں اس دین کی تجدید کے لئے پسند فرما لیتا ہے۔

(روحانی خزائن جلد۱۸،ص۲۴۷)

۲۹ ستمبر ۱۹۰۵ء

قبل دوپہر

سلسلۂ مجدّدین ایک شخص نے سوال کیا کہ کیا آپ کے بعد بھی مجدد آئے گا؟ اس پر فرمایا:

اس میں کیا حرج ہے کہ میرے بعد بھی کوئی مجدد آجاوے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت ختم ہو چکی تھی۔ اس لیے مسیح علیہ السلام پر آپ کے خلفا کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ قیامت تک ہے اس لیے اس میں قیامت تک ہی مجددین آتے رہیں گے۔ اگر قیامت نے فنا کرنے سے چھوڑا تو کچھ شک نہیں کہ کوئی اور بھی آجائیگا۔ ہم ہرگز اس سے انکار نہیں کرتے کہ صالح اور ابرار لوگ آتے رہیں گے اور پھر بَغۡتَۃً قیامت آجائے گی۔

(ملفوظات جلد۴،ص۴۵۲)

خلفاء کے آنے کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک لمبا کیا ہے اور اسلام میں یہ ایک شرف اور خصوصیت ہے کہ اس کی تائید اور تجدید کے واسطے ہر صدی پر مجدد آتے رہے اور آتے رہیں گے

(ملفوظات جلد۵،ص۵۵۱)

اللہ تعالیٰ نے جو
کمالات سلسلۂ نبوت میں رکھے ہیں، مجموعی طور وہ ہادیٔ کامل پر ختم ہو چکے۔ اب ظلی طور پر ہمیشہ کے لیے مجددین کے ذریعہ سے دُنیا پر اپنا پرتوہ ڈالتے رہینگے اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کو قیامت تک رکھے گا۔

(ملفوظات جلد۳،ص۳۸)

مختصر تشریح:

حکم وعدل حضور مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ بالا فرمودات سے بین طور پر واضح ہے کہ آپکے بعد بھی اللہ تعالیٰ حسب سابق آپکی نیابت میں مجدّد،امام الزمان نازل فرماتا رہے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے پندرھویں صدی کے سر پر حضرت صاحبزادہ مرزا رفیع احمد علیہ السلام کو ۱۳۸۶ ہجری میں نازل فرمایا جیسا کہ آپ کی سیرت میں بیان ہو چکا ہے۔

۵۔ قرآن میں مجدّد دین کی بشارت

۔ یہ یاد رہے کہ مجدد لوگ دین میں کچھ کمی بیشی نہیں کرتے ہاں گمشدہ دین کو پھر دلوں میں قائم کرتے ہیں اور یہ کہنا کہ مجددوں پر ایمان لانا کچھ فرض نہیں خدا تعالیٰ کے حکم سے انحراف ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ [1] یعنی بعد اس کے جو خلیفے بھیجے جائیں پھر جو شخص ان کا منکر رہے وہ فاسقوں میں سے ہے۔

(روحانی خزائن جلد۶،ص۳۴۴)

پس جب کہ خدا تمہیں یہ تاکید کرتا ہے کہ پنج وقت یہ دعا کرو کہ وہ نعمتیں جو نبیوں اور رسولوں کے پاس ہیں وہ تمہیں بھی ملیں۔ پس تم بغیر نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ کے وہ نعمتیں کیونکر پا سکتے ہو۔ لہٰذا ضرور ہوا کہ تمہیں یقین اور محبت کے مرتبہ پر پہنچانے کے لئے خدا کے انبیاء وقتاً بعد وقتٍ آتے رہیں جن سے تم وہ نعمتیں پاؤ۔ اب کیا تم خدا تعالیٰ کا مقابلہ کرو گے اور اُس کے قدیم قانون کو توڑ دو گے.

(روحانی خزائن جلد۲۰،ص۲۲۷)

یہ امر قرآن شریف سے بھی ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی حفاظت کرتا رہا ہے اور کرے گا جیسا کہ فرمایا ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر : ۱۰) یعنی بیشک ہم نے ہی اس ذکر کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ کا لفظ صاف طور پر دلالت کرتا ہے کہ صدی کے سر پر ایسے آدمی آتے رہیں گے جو گمشدہ متاع کو لائیں اور لوگوں کو یاد دلائیں۔

(ملفوظات جلد۴،ص۶۲۹)

آخرؔ کے لفظ ما سے پتہ لگتا ہے کہ یہ لفظ مجدّدوں اور مُرسلوں کے سلسلۂ جاریہ کی طرف اشارہ کرتا ہے جو قیامت تک جاری ہے

(ملفوظات جلد ۱، ص ۳۴۵)

مختصر تشریح:

مندرجہ بالا فرمودات حضور مسیح موعودؑ میں آپ نے سورۃ الفاتحہ کے علاوہ دیگر آیات قرآنی کا ذکر فرمایا ہے کہ ان میں مرسلین، مجدّ دین اور امتی انبیاء کے نزول کا ذکر ہے بلکہ پنجوقتہ نمازوں میں اس نعمت کے نزول کیلئے دعائیں کی جاتی ہیں۔ اسقدر واضح اظہار کے بعد اگر کوئی احمدی یہ کہے کہ مجدّ دین کے نزول کا قرآن میں کوئی ذکر نہیں تو یہ قول، تعلیم مسیح موعودؑ سے انحراف ہے۔

٦۔ امام الزمان، مجدّد کی شان، اُس پر ایمان لانا ضروری ہے

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ **من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتة الجاهلیة**۔ جس شخص نے اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کیا وہ جاہلیت کی موت پر مر گیا یعنی جیسے جیسے ہر یک زمانہ میں امام پیدا ہوں گے اور جو لوگ اُن کو شناخت نہیں کریں گے تو ان کی موت کفار کی موت کے مشابہ ہوگی

(روحانی خزائن جلد ٦، ص ٣٣٤)

اسرائیلی شریعت کے زندہ کرنے کے لئے مسیح چودھویں صدی کا مجدد تھا۔

(روحانی خزائن جلد ١٥، ص ٢٩)

یاد رہے کہ امام الزمان کے لفظ میں نبی، رسول، محدث، مجدد سب داخل ہیں

(روحانی خزائن جلد ١٣، ص ۴٩۵)

۔تیسرا سلسلہ آسمانی نشانوں کا جس کا سرچشمہ نبیوں کے بعد ہمیشہ **امام الزّمان** اور **مجدّد الوقت** ہوتا ہے۔ اصل وارث ان نشانوں کے انبیاء علیہم السلام ہیں۔

(روحانی خزائن جلد ١٣، ص ۴٩)

خوب جان لو کہ ماموروں کا انکار بڑی بھاری بات ہے اور جو ان سے لڑا یقیناً اپنے آپ کو دوزخ کا کندا بنایا۔

(روحانی خزائن جلد ١٦، ص ١٩٠)

مجددوں اور روحانی خلیفوں کی اس امت میں ایسے ہی طور سے
ضرورت ہے جیسا کہ قدیم سے انبیاء کی ضرورت پیش آتی رہی ہے

(روحانی خزائن جلد ۶،ص ۳۴۰)

مرسل ہونے میں نبی اور محدّث ایک ہی منصب رکھتے ہیں

(روحانی خزائن جلد ۶،ص ۳۲۳)

روحانی خزائن جلد ۵ — ۲۴۶ — آئینہ کمالات اسلام

ہر یک نئی
صدی جو آتی ہے تو گویا ایک نئی دنیا شروع ہوتی ہے اس لئے اسلام کا خدا جو

روحانی خزائن جلد ۵ — ۲۴۷ — آئینہ کمالات اسلام

سچا خدا ہے ہر یک نئی دنیا کے لئے نئے نشان دکھلاتا ہے اور ہر یک صدی کے سر پر ﴿۲۴۷﴾
اور خاص کر ایسی صدی کے سر پر جو ایمان اور دیانت سے دور پڑ گئی ہے اور بہت
سی تاریکیاں اپنے اندر رکھتی ہے ایک قائم مقام نبی کا پیدا کر دیتا ہے جس کے
آئینۂ فطرت میں نبی کی شکل ظاہر ہوتی ہے

(روحانی خزائن جلد ۵، ص ۲۴۷-۲۴۶)

مختصر تشریح:

مندرجہ بالا فرمودات سے بین طور پر واضح ہے کہ نبی پاک ﷺ کا قائم مقام، مجدّد، امام الزمان ایک عظیم

المرتبہ روحانی درجہ رکھتا ہے اور وہ مرسلین میں سے ہوتا ہے اور اُس پر ایمان لانا سب مومنین پر فرض ہوتا ہے بشمول ظاہری خلفاء کے۔ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایک مجدّد، امام الزمان بھیجتا ہے نہ کہ اُس وقت میں بہت سے۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ جماعت احمدیہ کے مربیان کی طرح اُس کا مقام اور کام ہوتا ہے یا یہ کہ وہ ظاہری انتظامی خلیفہ کے ماتحت ہو کر آئیگا۔ یہ سب اقوال، تعلیم مسیح موعودؑ کے خلاف ہیں۔

۷۔ مجدّ دین، ماموریں کی مخالفت کے اسباب

مامورین کی مخالفت کا سبب

لیکن یہ بات کہ انبیا علیہم السلام اور خدا تعالیٰ کے ماموروں کی مخالفت کیوں کی جاتی ہے اور ان کی تعلیم کی طرف عدم توجہی کیوں کی جاتی ہے، اس کا باعث زمانہ کی وہ حالت ہوتی ہے جو اُن پاک وجُودوں کی بعثت کا موجب ہوتی ہے۔ زمانہ میں فسق و فجور کا ایک دریا رواں ہوتا ہے اور ہر قسم کی بدکاریاں اور برائیاں خدا تعالیٰ سے بُعد اور حرمان اس نیک عمدہ مادے کو اپنے نیچے دبا لیتا ہے۔ چونکہ بدکاریوں کے کمال کا ظہور ہوا ہوتا ہے، اس لیے طبیعت کا یہ مادہ کہ وہ ہر کمال کی پیروی کرنا چاہتا ہے۔ اس طرف رجُوع کر گیا ہوتا ہے اور یہی وہ سِرّ ہوتا ہے کہ ابتداءً انبیا علیہم السلام اور ماموروں کی مخالفت اور اُن کی تعلیم سے بے پروائی ظاہر کی جاتی ہے، آخر ایک وقت آجاتا ہے کہ اس نیکی کے بُروز اور کمال کی طرف توجہ ہو جاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ (الزخرف: ۳۶)

(ملفوظات جلد۱،ص۱۳۹)

۵۶

مخالفت ہمیشہ راستبازوں کی ہوتی ہے۔ جھوٹوں کی کوئی مخالفت نہیں کرتا۔ بلکہ لوگ اُن کے ساتھ ہو جاتے ہیں اور یہ سُنّت اللہ ہے

(ملفوظات جلد۵،ص۵۶)

اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے کہ صادق کا ایک معجزہ ظاہر کرے کہ باوجود اس قسم کی ممانعت کے اور دشمن کے تیر و تبر کے چلانے کے صادق بچایا جاتا اور اسکی روز افزوں ترقی کی جاتی ہے۔ خدا کا ہاتھ اُسے بچاتا اور اس کو شاداب و سرسبز کرتا ہے۔ خدا کی غیرت نہیں چاہتی کہ کاذب کو بھی اس معجزہ میں شریک کرے۔ اسی واسطے اس کی طرف سے دُنیا کے دلوں کو بے پرواہ کر دیتا ہے۔ گویا اس جھوٹے کی کسی کو پروا نہیں ہوتی۔ اس کا وجود دلوں کو تحریک نہیں دے سکتا۔ مگر برخلاف اس کے صادق کا وجود تباہ ہونے والے دلوں کو بے قرار اور بے چین کرکے ایک رنگ میں ایک طرح سے خبر دیتا ہے اور اُن کے دل بے قرار ہوتے ہیں۔ کیونکہ دل اندر ہی اندر جانتے ہیں کہ یہ شخص ہمارا کاروبار تباہ کرنے آیا ہے۔

(ملفوظات جلد۳،ص۱۱۳)

۸۔ خلافت اسلامیہ تیس سال میں ختم نہ ہوئی بلکہ دائمی ہے۔ مسیح موعودؑ تیرہواں خلیفہ ہے۔

بعض صاحب آیت وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ [2] کی عمومیت سے انکار کر کے کہتے ہیں کہ منکم سے صحابہ ہی مراد ہیں اور خلافتِ راشدہ حقہ انہیں کے زمانہ تک ختم ہوگئی اور پھر قیامت تک اسلام میں اس خلافت کا نام ونشان نہیں ہوگا۔ گویا ایک خواب وخیال کی طرح اس خلافت کا صرف تیس [30] برس ہی دور تھا اور پھر ہمیشہ کیلئے اسلام ایک لازوال نحوست میں پڑ گیا مگر مَیں پوچھتا ہوں کہ کیا کسی نیک دل انسان کی ایسی رائے ہوسکتی ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت تو یہ اعتقاد رکھے کہ بلاشبہ ان کی شریعت کی برکت اور خلافت راشدہ کا زمانہ برابر چودہ سو برس تک رہا لیکن وہ نبی جو افضل الرسل اور خیر الانبیاء کہلاتا ہے اور جس کی شریعت کا دامن قیامت تک ممتد ہے اس کی برکات گویا اس کے زمانہ تک ہی محدود رہیں اور خدا تعالیٰ نے نہ چاہا کہ کچھ بہت مدت تک اس کی برکات کے نمونے اس کے رُوحانی خلیفوں کے ذریعہ سے ظاہر ہوں ایسی باتوں کو سُن کر تو ہمارا بدن کانپ جاتا ہے مگر افسوس کہ وہ لوگ بھی مسلمان ہی کہلاتے ہیں کہ جو سراسر چالاکی اور بیباکی کی راہ سے ایسے بے ادبانہ الفاظ منہ پر لے آتے ہیں کہ گویا اسلام کی برکات آگے نہیں بلکہ مدّت ہوئی کہ اُن کا خاتمہ ہو چکا ہے۔

ماسوا اس کے منکم کے لفظ سے یہ استدلال پیدا کرنا کہ چونکہ خطاب صحابہ سے ہے اس لئے یہ خلافت صحابہ تک ہی محدود ہے عجیب عقلمندی ہے اگر اسی طرح قرآن کی تفسیر ہو تو پھر یہودیوں سے بھی آگے بڑھ کر قدم رکھنا ہے۔ اب واضح ہو کہ منکم کا لفظ قرآن کریم میں قریبًا بیاسی [82] جگہ آیا ہے اور بجز دو یا تین جگہ کے جہاں کوئی خاص قرینہ قائم کیا گیا ہے باقی تمام مواضع میں منکم کے خطاب سے وہ تمام مسلمان مُراد ہیں جو قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے۔

(روحانی خزائن جلد ۶، ص ۳۳۰-۳۳۱)

اور یہ کہنا کہ حدیث میں آیا ہے کہ خلافت تیس سال تک ہوگی عجیب فہم ہے۔ جس حالت میں قرآن کریم بیان فرماتا ہے کہ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ـ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ [1] تو پھر اس کے مقابل پر کوئی حدیث پیش کرنا اور اس کے معنی مخالف قرآن قرار دینا معلوم نہیں کہ کس قسم کی سمجھ ہے اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہیئے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لیے آواز آئے گی **ھذا خلیفة اللّٰہ المھدی** اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے لیکن وہ حدیث جو معترض صاحب نے پیش کی علماء کو اس میں کئی طرح کا جرح ہے اور اس کی صحت میں کلام ہے کیا معترض نے غور نہیں کی کہ جو آخری زمانہ کی نسبت بعض خلیفوں کے ظہور کی خبریں دی گئی ہیں کہ حارث آئے گا۔ مہدی آئے گا۔ آسمانی خلیفہ آئے گا۔ یہ خبریں حدیثوں میں ہیں یا کسی اور کتاب میں۔ احادیث سے یہ ثابت ہے کہ زمانے تین ہیں۔

اول خلافت راشدہ کا زمانہ پھر فیج اعوج جس میں ملک عضوض ہوں گے اور بعد اس کے آخری زمانہ جو زمانہ نبوت کے نہج پر ہوگا۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا اول زمانہ اور پھر آخری زمانہ باہم بہت ہی متشابہ ہیں اور یہ دونوں زمانے اس بارش کی طرح ہیں جو ایسی خیر و برکت سے بھری ہوئی ہو کہ کچھ معلوم نہیں کہ برکت اس کے پہلے حصہ میں زیادہ ہے یا پچھلے میں۔

اس جگہ یہ بھی واضح رہے کہ اللہ جلّ شانہٗ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ [1] یعنی ہم نے ہی اس کتاب کو اتارا اور ہم ہی اس تنزیل کی محافظت کریں گے۔ اس میں اس بات کی تصریح ہے کہ یہ کلام ہمیشہ زندہ رہے گا اور اس کی تعلیم کو تازہ رکھنے والے اور اس کا نفع لوگوں کو پہنچانے والے ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے اور اگر یہ سوال ہو کہ قرآن کے وجود کا فائدہ کیا ہے جس فائدہ کے وجود پر اس کی حقیقی حفاظت موقوف ہے تو اس دوسری آیت سے ظاہر ہے۔ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ [2] اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کے بڑے فائدے دو ہیں جن کے پہنچانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

ایک حکمت فرقان یعنی معارف ودقائق قرآن دوسری تاثیر قرآن جو موجب تزکیہ نفوس ہے اور قرآن کی حفاظت صرف اسی قدر نہیں جو اس کے صحف مکتوبہ کو خوب نگہبانی سے رکھیں کیونکہ ایسے کام تو اوائل حال میں یہود اور نصاریٰ نے بھی کئے یہاں تک کہ توریت کے نقطے بھی گن رکھے تھے بلکہ اس جگہ مع حفاظت ظاہری حفاظت فوائد و تاثیرات قرآنی مراد ہے اور وہ موافق سنت اللہ کے تبھی ہو سکتی ہے کہ جب وقتاً فوقتاً نائب رسول آویں جن میں ظلی طور پر رسالت کی تمام نعمتیں موجود ہوں اور جن کو وہ تمام برکات دی گئی ہوں جو نبیوں کو دی جاتی ہوں جیسا کہ ان آیات میں اسی امر عظیم کی طرف اشارہ ہے اور وہ یہ ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ

وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ[1]

پس یہ آیت درحقیقت اس دوسری آیت اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ[2] کے لئے بطور تفسیر کے واقعہ ہے اور اس سوال کا جواب دے رہی ہے کہ حفاظت قرآن کیونکر اور کس طور سے ہوگی سو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس نبی کریم کے خلیفے وقتاً فوقتاً بھیجتا رہوں گا اور خلیفہ کے لفظ کو اس اشارہ کے لئے اختیار کیا گیا کہ وہ نبی کے جانشین ہوں گے اور اس کی برکتوں میں سے حصہ پائیں گے جیسا کہ پہلے زمانوں میں ہوتا رہا۔ اور ان کے ہاتھ سے برجائی دین کی ہوگی اور خوف کے بعد امن پیدا ہوگا یعنی ایسے وقتوں میں آئیں گے کہ جب اسلام تفرقہ میں پڑا ہوگا پھر ان کے آنے کے بعد جو اُن سے سرکش رہے گا وہی لوگ بدکار اور فاسق ہیں۔ یہ اس بات کا جواب ہے کہ بعض جاہل کہا کرتے ہیں کہ کیا ہم پر اولیاء کا ماننا فرض ہے سو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بیشک فرض ہے اور ان سے مخالفت کرنے والے فاسق ہیں اگر مخالفت پر ہی مریں۔

(روحانی خزائن جلد۶، ص۳۳۹۔۳۳۷)

۔یادرہے کہ اسلام کا بارھواں خلیفہ جو تیرھویں
صدی کے سر پر ہونا چاہئے وہ یحییٰ نبی کے مقابل پر ہے - - - - - - - - -
- - - - - لیکن اسلام کا تیرھواں خلیفہ جو چودھویں صدی کے سر پر ہونا چاہئے جس
کا نام مسیح موعود ہے

(روحانی خزائن جلد ۱۷، ص ۱۹۳)

مختصر تشریح:

جو احمدی حضرات منبروں پر کھڑے ہو کر یہ بیان کرتے ہیں کہ اسلام کے دورِ اوّل میں خلافت صرف تیس سال تک رہی اور پھر ختم ہوگئی یعنی چار خلفاء کے بعد۔ اور اب مسیح موعودؑ کی جماعت میں دوبارہ قائم ہوئی، یہ بات آپؑ کی تعلیم کے بالکل برعکس ہے۔ جو خلافت جماعت میں قائم ہوئی وہ آپکی وصیت کے مطابق تھی اور اس غرض کیلئے کہ آئندہ نازل ہونے والے مجدّد، امام الزمان کا سب ملکر استقبال کریں جیسا کہ آپ کا فرمان ہے کہ جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو میرے بعد سب ملکر کام کرو۔ بدقسمتی سے جب اسکا وقت آیا تو خلیفہ ثالث نے بجائے استقبال کرنے کے قبل از وقت ہی اُسکا دروازہ بند کرنے کی سعی شروع کردی جیسا کہ سیرت حضرت مرزا رفیع احمد علیہ السلام میں تفصیل سے ذکر ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ جو احمدی کہتے ہیں کہ خلافت چار خلفاء کے بعد تیس سال میں ختم ہوگئی تھی اُن سے سوال ہے کہ پھر حضرت مسیح موعودؑ اسلام کے تیرہویں خلیفہ کیونکر بن سکتے ہیں؟ حضور مسیح موعودؑ کے مندرجہ بالا فرمودات اُن احمدیوں کیلئے بھی لمحہ فکریہ ہیں جو یہ کہتے رہتے ہیں کہ اُن کا سربراہ ظاہری خلیفہ وضو کی طرح ہے اور مجدّد تیمّم کی مانند۔ جب کہ معاملہ اور حقیقت برعکس ہے۔ کیونکہ مجدّد امام الزمان، روحانی خلیفہ پر ایمان لانا فرض ہے اور منتخب سربراہ ظاہری انتظامی خلیفہ صرف اس کی عدم موجودگی میں ہوسکتا ہے۔

۹۔ سعید فطرت صدی کے سر پر مجدّد کی تلاش کرتے ہیں

۔ مستعد اور سعید فطرتوں کے لئے ضروری تھا کہ وہ صدی کے سر آ جانے پر نہایت اضطراب اور بے قراری کے ساتھ اس مرد آسمانی کی تلاش کرتے اور اس آواز کو سننے کے لئے ہمہ تن گوش ہو جاتے جو انہیں یہ مژدہ سناتی کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے وعدہ کے موافق آیا ہوں۔

(ملفوظات جلد۲، ص۳۵۶)

مختصر تشریح:

مندرجہ بالا ارشاد حضور مسیح موعودؑ بہت واضح ہے کیونکہ صدی کے سر پر نزولِ مجدّد، امام الزمان ایک قطعی اور یقینی وعدہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ بدقسمتی سے پندرھویں صدی کے سر پر اسکے برعکس آپکی تعلیمات سے انحراف کیا گیا اور سربراہان جماعت خود بھی اس سعادت سے محروم رہے اور جماعت کو بھی اس نعمت سے محروم رکھا جیسا کہ سیرت حضرت مرزا رفیع احمد علیہ السلام میں تفصیل سے بیان شدہ ہے۔

۱۰۔ انبیاء، مرسلین، مجدّد دین، اولیاء سے متعلق اصطلاحات خاتم، آخر اور اعظم کا اصل مفہوم

اور میں ولایت کے
سلسلہ کو ختم کرنے والا ہوں جیسا کہ ہمارے سید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نبوت کے سلسلہ کو ختم کرنے والے تھے اور وہ خاتم الانبیاء ہیں۔ اور میں خاتم الاولیاء ہوں
میرے بعد کوئی ولی نہیں مگر وہ جو مجھ سے ہوگا اور میرے عہد پر ہوگا

(روحانی خزائن جلد۱۶، ص۷۰۔۶۹)

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اظہار سچائی کے لئے ایک مجدّد اعظم تھے جو
گم گشتہ سچائی کو دوبارہ دنیا میں لائے۔

(روحانی خزائن جلد۲۰، ص۲۰۶)

یہ
امام جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود کہلاتا ہے وہ مجدّد صدی بھی ہے اور مجدّد الف آخر
بھی۔

(روحانی خزائن جلد۲۰، ص۲۰۸)

خدا کی کتابوں میں مسیح موعود کے کئی نام ہیں منجملہ اُن کے ایک نام اس کا خاتم الخلفاء ہے
یعنی ایسا خلیفہ جو سب سے آخر آنے والا ہے

(روحانی خزائن جلد۲۳، ص۳۳۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں جیسا کہ آدم علیہ السلام خاتم المخلوقات ہیں۔

(روحانی خزائن جلد۱۷، ص۲۵۸۔۲۵۷)

میں اپنی صدی کا ذمہ دار ہوں

(ملفوظات جلد ا، ص ۱۳۹)

روحانی خزائن جلد۱۹ ۶۱ کشتی نوح

میں خدا کی سب
راہوں میں سے آخری راہ ہوں۔ اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔

(روحانی خزائن جلد۱۹، ص۶۱)

مختصر تشریح:

حضور مسیح موعودؑ کی مندرجہ بالا تحریرات سے بین طور پر واضح ہوتا ہے کہ درجات از قسم خاتم، آخر یا اعظم ہونے سے صرف یہی مفہوم ہوتا ہے کہ ایسا مرد متعلقہ نعمت کی انتہاء کو پانے والا ہے اور آئندہ اُس کی اتباع سے ہی یہ نعمت مل سکتی ہے۔ یہ جماعت احمدیہ کا متفقہ عقیدہ ہے۔ اسلئے مجدد الف آخر کا بھی یہی مفہوم ہے کہ آئندہ مجدّد دین کیلئے آپ کی اتباع ضروری ہوگی اور دوسرے اس نعمت سے محروم رہیں گے۔

۱۱۔ حقانی خلیفے

فاسقوں کی
بادشاہت اور حکومت بطور ابتلا کے ہے نہ بطور اصطفا کے اور خدا تعالیٰ کے حقانی خلیفے

خواہ وہ رُوحانی خلیفے ہوں یا ظاہری وہی لوگ ہیں جو متقی اور ایماندار اور نیکوکار ہیں۔

(روحانی خزائن جلد ۶، ص ۳۳۴)

مختصر تشریح:

اللہ تعالیٰ کا قرب اور انعامات پانے کیلئے اتقا، ایمانداری اور نیکوکاری بنیادی شرط ہے اور حقانی خلیفے بشمول روحانی خلفاء کے صرف وہی خوش قسمت ہوسکتے ہیں جو یہ بنیادی شرط پوری کریں اور تعلیم شریعت پر پورے طور پر پابند ہوں۔ ایسے ظاہری خلفاء جو کہ قرآن وحدیث اور حکم وعدل حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کے خلاف عمل کریں حقانی خلیفے نہیں ہوسکتے۔

۱۲۔ استعارہ اور حقیقت

۵۸۶

حقیقت و استعارہ

پھر فرمایا: انبیاء علیہم السلام کے آنے کے وقت لوگوں کے حالات دو قسم کے ہوتے ہیں۔ وُہ استعارات کو حقیقت پر محمول کرنا چاہتے ہیں اور حقیقت کو استعارہ بنانا چاہتے ہیں۔

(ملفوظات جلد ۱، ص ۵۸۶)

مختصر تشریح:

حضور مسیح موعودؑ کے مندرجہ بالا ارشادات بالکل حالات حاضرہ میں عین نمایاں ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے بیان فرمایا تھا کہ قدرت ثانیہ سے مراد یہ ہے کہ مجدّد دین نازل ہوا کریں گے مگر اب سربراہ جماعت یعنی موجودہ انتظامی خلیفہ قرآن، حدیث اور حکم و عدل مسیح موعودؑ کی تعلیمات کے برعکس یہ عقیدہ بیان کرتے ہیں کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہیں جماعت یکے بعد دیگرے اپنا امام منتخب کرتی ہے۔

۱۳۔ ہر مجدّد کا عنداللہ ایک نام

ہر ایک مجدّد کا خدا تعالیٰ کے نزدیک
ایک خاص نام ہے اور جیسا کہ ایک شخص جب ایک کتاب تالیف کرتا ہے تو اس کے مضامین
کے مناسب حال اس کتاب کا نام رکھ دیتا ہے ایسا ہی خدا تعالیٰ نے اس مجدد کا نام خدماتِ
مفوّضہ کے مناسب حال مسیح رکھا۔

(روحانی خزائن جلد ۱۴، ص ۲۸۹)

اور جس مجدد کی
کارروائیاں کسی ایک رسول کی منصبی کارروائیوں سے شدید مشابہت رکھتی ہیں وہ عنداللہ اسی
رسول کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

(روحانی خزائن جلد ۶، ص ۳۴۸)

میں کئی مرتبہ ظاہر کر چکا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے چودھویں صدی کے سر پر
لوگوں کی اصلاح کے لئے مسیح موعود کے نام پر مجھے بھیجا ہے

(روحانی خزائن جلد ۱۳، ص ۱۵۸۔۱۵۷)

یاد رہے کہ اسلام کا بارھواں خلیفہ جو تیرھویں
صدی کے سر پر ہونا چاہئے وہ یحییٰ نبی کے مقابل پر ہے - - - - - - - -
- - - - لیکن اسلام کا تیرھواں خلیفہ جو چودھویں صدی کے سر پر ہونا چاہئے جس
کا نام مسیح موعود ہے

(روحانی خزائن جلد ۱۷، ص ۱۹۳)

مختصر تشریح:

حضور مسیح موعودؑ کی تصدیق کیلئے اللہ تعالیٰ نے پندرھویں صدی کے سر پر حضرت صاحبزادہ مرزا رفیع احمد علیہ السلام کو ایوب کا نام دیکر نازل فرمایا جیسا کہ آپ کی سیرت کے بیان میں ذکر کیا گیا ہے۔

۱۴۔ متفرق

عدم علم سے عدم شے لازم نہیں آتا۔ بعض مصلح اور مجدّد دین دنیا میں ایسے آتے ہیں کہ عام طور پر دُنیا کو اُن کی بھی خبر نہیں ہوتی۔

(روحانی خزائن جلد۵، ص۱۰۸)

۔ دیکھو ہر صدی کے سرے پر جو ایک مجدد آتا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کا ایک امتحان ہی ہوتا ہے۔

(روحانی خزائن جلد۵، ص۵۴۱)

مختصر تشریح:

حضور مسیح موعودؑ کے فرمودات کے عین مطابق پندرھویں صدی کے مجدد کے ذریعے جماعت احمدیہ کا امتحان ہوا ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں علم نہیں ہوا کہ حضرت مرزا رفیع احمد علیہ السلام نے کب دعویٰ کیا۔

۱۵۔ مجدّد کی شناخت

مامور من اللہ کی صداقت کے نشان

اور پھر یہ بھی یاد رکھو کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ اس کے لیے چند نشان ہوا کرتے ہیں جن سے اس کی سچائی پرکھی جاتی ہے۔

اوّل یہ کہ وہ پاک اور صاف تعلیم لے کر آتا ہے جب اس کی تعلیم گندی ہو گی تو اس کو قبول کون کریگا؛ دیکھو

۳۵۲

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کیسی پاک ہے۔ اس میں ذرا بھی شک و شبہ نہیں اور کسی قسم کے شرک کی گنجائش نہیں

دوسرے یہ کہ اس کے ساتھ بڑے بڑے نشان ہوتے ہیں کہ بحیثیت مجموعی دُنیا میں کوئی بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

تیسرے یہ کہ گذشتہ انبیاء کی جو پیشگوئیاں اس کے متعلق ہوتی ہیں وہ اس پر صادق آتی ہیں۔

چوتھی بات یہ ہے کہ اس وقت زمانہ کی حالت خود ظاہر کرتی ہے کہ کوئی مامور من اللہ آوے۔

پانچویں علامت یہ ہے کہ سچے مدعی کا صدق اور اخلاص، استقلال اور تقویٰ نہایت اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہے اور اس میں ایک کشش ہوتی ہے جس سے وہ اوروں کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔

(ملفوظات جلد۵ ص ۳۵۲۔۳۵۱)

ہر ایک نبی کی سچائی تین۳ طریقوں سے پہچانی جاتی ہے۔

اوّل عقل سے۔ یعنی دیکھنا چاہئے کہ جس وقت وہ نبی یا رسول آیا ہے عقلِ سلیم گواہی دیتی ہے یا نہیں کہ اس وقت اُس کے آنے کی ضرورت بھی تھی یا نہیں اور انسانوں کی حالت موجودہ چاہتی تھی یا نہیں کہ ایسے وقت میں کوئی مصلح پیدا ہو؟

دوسرے پہلے نبیوں کی پیشگوئی۔ یعنی دیکھنا چاہئے کہ پہلے کسی نبی نے اُس کے حق میں یا اُس کے زمانہ میں کسی کے ظاہر ہونے کی پیشگوئی کی ہے یا نہیں؟

تیسرے نصرتِ الٰہی اور تائیدِ آسمانی۔ یعنی دیکھنا چاہئے کہ اس کے شاملِ حال کوئی تائیدِ آسمانی بھی ہے یا نہیں؟

یہ **تین** علامتیں سچے مامور من اللہ کی شناخت کے لئے قدیم سے مقرر ہیں۔

(روحانی خزائن جلد۲۰، ص۲۴۱)

مصلح یا مامور حسب نسب کے لحاظ سے
بھی ایک اعلیٰ درجہ رکھتا ہے۔ (الحکم جلد ۵ ۶ مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۰۱ء صفحہ ۵)

(تفسیر بیان فرمودہ حضرت مسیح موعودؑ جلد۳، ص۴۳۵)

☆ حاشیہ۔ جس شخص پر خدا کا کلام نازل ہوتا ہے اور سچ مچ وہ مکالمہ الہیہ سے شرف پاتا ہے اس کو اس مکالمہ کے ساتھ اور لوازم نصرت اور مدد بھی عطا کئے جاتے ہیں۔ منجملہ ان کے یہ کہ اس پر کوئی غالب نہیں آسکتا بلکہ وہ ہر ایک پر خود غالب ہوتا ہے۔ اور گو کتنی ہی دیر درمیان واقع ہو جائے مگر انجام کار فتح اسی کی ہوتی ہے اور اُس کے دشمن خائب و خاسر رہ جاتے ہیں وہ باوجود ہزاروں دشمنوں کے پھر بھی سب پر غالب ہو جاتا ہے اور دشمنوں کے سارے منصوبے اس کے مقابل پر کالعدم ہو جاتے ہیں اور اُن کی بد دعائیں انہیں پر پڑ جاتی ہیں اور منجملہ ان لوازم خاصہ کے ایک یہ بھی ہے کہ اس کے زمانہ میں اس کا ظہور سب مدعیوں سے پہلے ہوتا ہے۔

(روحانی خزائن جلد۲۳، ص۳۱۵)

مختصر تشریح:

بفضل اللہ تعالیٰ حضرت صاحبزادہ مرزا رفیع احمد علیہ السلام مجدّد صدی پندرہ مندرجہ بالا شرائط پر پورے اترے ہیں اور آپ کا ظہور عین پندرھویں صدی کے سر پر ہوا۔ فالحمد للہ

والسلام علیٰ مَنِ اتّبَعَ الھُدیٰ

------------------تمت------------